بچوں کے شخصی قوانین

سیرۃ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

سعدیہ عاقل خان

ایم اے اسلامک اسٹڈیز

Abstrect

Topic: "Children's Personal Laws In the light of Serat-e-Tayaba(ﷺ)"

When we study the life of Holy Prophet (ﷺ) and his companions, we find a long list of children's laws or rights, some of them are mentioned.

Children deserve sympathies, affection, In Islam. Children's education and training has been stressed Children rights of being looked after and also in heritage orphans are to be looked after by their relatives and has forbidden not to use from their in heritage. Here are laws and rights for (abnormal) children.

There is no field in life about which Islam had not declared laws. All the principles are fallowed by our Holy Prophet (ﷺ) and his companions.

قانون ایک یونانی لفظ ہے جو سریانی کے ذریعے عربی میں آیا ہے اس کے معنی ''مسطر'' کے ہیں۔

قانون اپنے عام اصطلاحی معنی میں ''باہمی سلوک اور روابط کے مجموعہ اقدار'' کا نام ہے۔

آج کل عرب ممالک میں ''مناکحات'' سے متعلق احکامات کے لئے بالعموم ''قانون الاحوال الشخصیہ'' کی اصطلاح رائج ہے۔

''پرسنل لاء'' دراصل فرانسیسی اصطلاح Lestatu Personele سے ماخوذ ہے۔

اسلام اور شخصی قوانین:

قانونی معاملات میں اسلام نے ہمیشہ عدل وانصاف کا درس دیا ہے۔ معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والے سنگین جرائم پر ''حدود'' جاری کی ہیں، اور اسی طرح معاشرے کو پرامن بنانے کے لئے حقوق وفرائض کا تعین کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ﷺ تمام مسلمانوں کے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی احادیث، سنت اور معمولاتِ زندگی میں ہمارے لئے نصیحتیں موجود ہیں۔

آپ ﷺ نے جہاں عورتوں کے مقام کو بلند فرما کر انہیں عزت اور حقوق دلوائے اسی طرح بچوں کے لئے بھی آپ ﷺ کا پیار ومحبت مثالی تھا، آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہؓ کے طرزِ اعمال سے بچوں کے متعلق جو جو شخصی قوانین واضح ہوتے ہیں، ان کو میں نے ذیل میں بیان کرنے اور لوگوں تک اپنی تحقیق پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

نہ بادشاہ ہوں دلوں کی، نہ شاعر ہوں میں لفظوں کی
زباں بس ساتھ دیتی ہے، میں باتیں دل سے کرتی ہوں

بچوں کے حوالے سے اگر سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں شخصی قوانین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بچوں کی پیدائش سے لے کر ان کی رضاعت، تعلیم وتربیت، نفقہ، وراثت، اولاد کے درمیان برابری کا سلوک، نکاح اور بعد از نکاح تک کے لئے جامع قوانین مرتب کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے تو والدین کو اولاد کی زندگی کا واسطہ بنایا گیا ہے، تو انہیں چاہئے کہ اس کی زندگی مٹانے کا سبب نہ بنیں، بلکہ اس کی حیات کی تکمیل اور اس کی نشونما کی ترقی کے وہ تمام ذرائع مہیا کریں جو ان کی قوت اور استطاعت میں ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اسقاطِ حمل کو گناہ قرار دیا ہے اور عزل کو اچھا نہیں سمجھا اور پیدائش کے بعد اولاد کو مار ڈالنے کی جاہلانہ رسم کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔

اولادکشی کا خاتمہ:

عرب کے سفاکانہ مراسم میں سب سے زیادہ بے رحمی اور سنگ دلی کی رسم لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا تھا یہ بے رحمی کا کام ماں باپ اپنی مرضی اور خوشی سے انجام دیتے تھے۔

اس کے کئی اسباب تھے، دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے ان کی بلی چڑھانا، منتیں مانگنا، رومتہ الکبریٰ کے عظیم الشان متمدن قانون میں اولاد کو مار ڈالنے کا اختیار باپ کو تھا اس سے کوئی باز پرس نہ تھی

اور اولاد کشی کا اعلانیہ رواج کثرت سے تھا۔(۱)

راجپوتوں میں یہ منظر لڑکیوں کی شادی کی شرم و عار سے بچنے اور بیواؤں کی ستی کی صورت میں اور لڑائیوں میں جوہر کی صورت میں رائج تھا۔

سب سے زیادہ یہ کہ بتوں، دیوتاؤں، دیویوں کی خوشی اور نذرانے کے لئے ان معصوموں کی جانیں آسانی سے لی جاتی تھیں۔(۲)

اولاد کشی کے اس ہولناک گناہ کے ارتکاب کا ایک اور اہم سبب عربوں کا عام فقر و فاقہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ بچے ہوں گے تو ان کے کھانے پینے کا سامان کرنا ہوگا اس لئے وہ ان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر اس فرض سے سبکدوش ہوتے تھے۔(۳)

قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے عرض کیا، ''یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں دفن کی ہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے قیس! ہر لڑکی کے بدلے ایک غلام آزاد کرو''۔ عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اونٹ ہیں''۔ فرمایا:

''اے قیس ہر لڑکی کے بدلے کفارہ میں ایک اونٹ قربانی کرو''(۴)

یہ کس قدر تعجب انگیز ہے کہ خود عورتیں بھی مردوں کے ساتھ اس جرم میں شریک تھیں، مائیں خود اپنی لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے اس قربانی کے لئے حوالہ کرتی تھیں۔

ابن الاعرابی نے جاہلیت کے ایک شاعر کا شعر سنایا ہے۔

مـــا لقی المـــؤدمن ظلـــم امـــه

کمـا لقیـت ذهـل جمیعـا وعـامر

زندہ دفن ہونے والے بچے نے اپنی ماں کے ظلم سے بھی وہ تکلیف نہیں اٹھائی جو ذهل اور عامر نے اٹھائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اپنے لڑکے کی قربانی کروں گی۔ انہوں نے فرمایا: ''ایسا نہ کرو بلکہ کفارہ دے دو''۔(۵)

مذہب اسلام اولاد کشی کا انسداد کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

قیامت کے دن میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ آپ ﷺ کے اس جامع بیان نے بچوں کے قتل کی ہر صورت کو ممنوع قرار دیا ہے۔

جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ ﷺ اس کے کان میں اذان دیتے ہیں، اس کو میٹھی چیز

کھلاتے اور اسے آفات سے محفوظ رکھنے کے لئے عقیقہ کرواتے اور بچے کا سر منڈوا کر اس کے بالوں کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کرتے۔

فطری طور پر بچے کی پیدائش پر مسرت تقریب کا موقع ہوتی ہے۔ عرب میں اس موقع پر جنس کی مناسبت سے بچوں کے لیئے کھلونے بطور تحفہ لے کر جاتے تھے۔ آپ ﷺ بچوں کے با معنی نام تجویز فرماتے اور بے معنی نام رکھنے سے منع فرماتے تھے۔

رضاعت سے متعلق بچوں کے شخصی قوانین:

رضاعت کے معنی ہیں نشونما پانا، دودھ پلانا، اللہ تعالیٰ نے ماں کے جسم کو اولاد کی نشونما کا باعث بنایا ہے اور ماں کے دودھ میں قدرتی طور پر بچوں کے لئے مکمل غذا بنائی ہے۔ اور اپنی اولاد کو دودھ پلانے کے بدلے ماں کو اجر وثواب کا مستحق ٹھہرایا ہے۔

اللہ نے باپ کے لئے یہ لازم ٹھہرایا ہے کہ اگر ماں کسی مجبوری کی وجہ سے بچے کو دودھ نہ پلا سکے تو کسی دوسری عورت کو اجرت دے کر اپنے بچوں کے لئے رضاعت کا انتظام کرے۔ قرآن کریم میں رضاعت کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال مقرر کی گئی ہے، ارشاد ہے:

''مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں یہ حکم ان کے لئے ہے جو رضاعت کی مدت پوری کرنا چاہتی ہیں۔''(۶)

اگر کسی عورت کو طلاق ہو جاتی ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ اپنی مرضی سے اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو افضل ہے اور اس عورت کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان پیدا ہونے والے ہر قسم کے ممکنہ احوال کو مدنظر رکھ کر ہر صورت احال میں بچوں کی رضاعت کے لئے الگ الگ قوانین وضع فرمائے ہیں۔

اگر تم اپنی اولاد کو کسی دایہ سے دودھ پلوانا چاہو تو بھی گناہ نہیں اسی طرح باپ کے مرنے کے بعد بچے کے وارثوں پر بھی یہی لازم ہے کہ اجرت پر کسی انا کو مقرر کر کے بچے کی رضاعت پوری کی جائے۔(۷)

اپنی ماں کے علاوہ بچے نے جس عورت کا دودھ پیا ہو وہ اس کی رضاعی ماں اور اس کی اولاد اس بچے کے رضاعی بہن بھائی کہلاتے ہیں۔ اسلام میں رضاعی رشتوں کی بہت اہمیت ہے۔

حضرت دائی حلیمہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں تھیں، جب وہ آپ ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو آپ ﷺ ان کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور ان کے لئے اپنی چادر بچھاتے اور ان کی

بہت عزت کرتے تھے۔

حضرت شیماؓ آپ ﷺ کی رضاعی بہن تھیں، آپ ﷺ ان کی بھی بہت عزت واحترام کرتے تھے۔

ہمارا مذہب رضاعی رشتوں کو خونی رشتوں کی طرح اہمیت دیتا ہے، اور رضاعی ماں، باپ، بہن، بھائیوں کے لئے حقیقی والدین و بہن بھائیوں جیسا حکم ہے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنے بچوں میں سے کسی کو دودھ پلاتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے پاس سالم بن عبداللہ بن عمر کو بھجوایا جو بالکل چھوٹے سے بچے تھے کہ ان کو بھی دودھ پلائیں تا کہ جب وہ بڑے ہوں تو رضاعی، دودھ شریک خالہ ہونے کی وجہ سے وہ گھر میں آجا سکیں۔(۸)

پرورش سے متعلق بچوں کے شخصی قوانین:

حضانت کے معنی ''گود لینا''، ''خیر گیری کرنا'' اور ''پرورش کرنا'' ہیں۔

بچوں کے شخصی قوانین میں حضانت یعنی پرورش خاص طور پر قابل ذکر ہے یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بچوں کی پرورش کا ان کی زندگی کی کامیابیوں اور ناکامیوں سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔

عام حالات میں تو ماں اور باپ دونوں مل کر اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ لیکن ماں باپ میں علیحدگی کے بعد بچوں کی حضانت کا معاملہ سنگین ہو جاتا ہے۔ اس پیچیدہ مسئلے کو آپ ﷺ نے کئی مواقع پر بہت احسن طریقے سے حل کیا۔ بچوں کا یہ شخصی حق ہے کہ ان کی حضانت کا اختیار ان کی والدہ کو دیا جائے کیونکہ ماں ہی بچے کی بہتر دیکھ بھال کر سکتی ہے اس سلسلے میں منصف اعلیٰ آپ ﷺ اور صحابہؓ کے چند فیصلے اور واقعات درج کر رہی ہوں۔

ابی میمونہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا:

> ''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے، جبکہ مجھے بچہ سے مختلف فائدے حاصل ہوتے ہیں، ابی عنبہ کے کنویں سے پانی پلاتا ہے، اتنی دیر میں اس کا شوہر آیا اور کہا کون جھگڑا کرتا ہے، مجھ سے بڑے بیٹے کے بارے میں...؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''اے لڑکے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں تو جس کا ہاتھ چاہے تھام لے، لڑکے نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور وہ عورت اس کو لے کر چلی گئی''۔(۹) شوہر منہ دیکھتا رہ گیا۔

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کو اختیار ہے کہ وہ جس کے پاس چاہیں رہ سکتے ہیں،

کیونکہ اسلام جبر کا دین نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کا فیصلہ:

ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ماں کے حق میں "فیصلہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی ماں یا نانی کے حق میں فیصلہ دیا، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نہیں چھڑاؤ ماں کو اس کے بیٹے سے۔ یعنی بچہ ماں کے ساتھ رہے گا، اگر ماں باپ کے درمیان تفریق ہو جائے۔(۱۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

انت احق به مالم تنکحی (۱۱)

اس وقت تو بچے پالنے کی زیادہ مستحق ہے جب تک تو دوسرا نکاح نہ کر لے۔

۷ سال سے کم عمر لڑکے اور تا حد بلوغ لڑکی کی حضانت یعنی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔ مگر یہ کہ کسی سبب سے شریعت نے اس کو غیر مستحق قرار دیا ہو۔ اس لئے کہ حق حضانت میں بچے کی فلاح اور بہبود اور حفاظت کا لحاظ رکھا جائے گا۔

قانون الاحوال الشخصیه میں ہے کہ ماں اپنے بچے کی حضانت اور تربیت کی، دوران زوجیت اور بعد تفریق سب سے زیادہ مستحق ہے، بشرطیکہ عورت عاقل، بالغ اور بچے کی تربیت و تحفظ پر قادر ہو۔ بچہ کی دیکھ بھال اور تربیت یعنی حضانت کا اختیار ماں کو دیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک مشرک ماں کے مقابلے میں بچے کی حضانت کے اختیار کا فیصلہ اس کے مسلمان باپ کے حق میں دیا۔

بچے کی تعلیم و تربیت:

بچوں کو بہتر سے بہتر تعلیم دینا اور ان کی مناسب تربیت کرنا ماں باپ کی اولین ذمہ داری ہے۔ اگر ظاہری اور باطنی تربیت کی جائے تو اس کی تشریح میں دفتر کے دفتر کھولے جا سکتے ہیں۔ المختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و اعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

باپ بچوں کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ اسے اچھی تعلیم

دے۔(۲۱)

صحیح بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے دن میں اور اس کا مرتبہ دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا کہ یوں برابر ہو گا۔

بچوں سے محبت وشفقت:

آپ ﷺ بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا

وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا ادب نہ کرے۔

اولاد سے محبت وشفقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ والوں سے بیعت لیتے وقت یہ الفاظ ادا فرمائے تھے کہ:

میری اس طرح سے حفاظت کرو گے جس طرح اپنی اولاد کی کرتے ہو۔(۱۳)

آپ ﷺ اپنے تمام بچوں نواسوں اور نواسیوں سے محبت کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ حضرت اُمامہ بنت العاص رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو بہت محبوب تھیں۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ انہیں اوقاتِ نماز میں بھی خود سے جدا نہ فرماتے تھے۔ نماز پڑھتے ہوئے شانہء مبارک پر بٹھا لیتے تھے، جب رکوع میں جاتے تو شانہء مبارک سے اتار دیتے اور جب سجدہ کر کے سر مبارک اٹھاتے تو پھر کاندھے پر بٹھا دیتے، اس طرح پوری نماز ادا کرتے۔(۱۴)

اولاد کے درمیان فرق نہ کرنا:

بچوں کو پھول کی مانند قرار دیا جاتا ہے۔ اسلام میں بیٹی کو ''رحمت'' اور بیٹے کو ''نعمت'' کہا ہے، اور بچوں کے درمیان عدل پر زور دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰه واعدلوا بین اولادکم

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل قائم کرو۔

امام محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ بطریق وراثت فضیلت دے جبکہ مستحب یہ ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان مساوات برتے۔(۱۵)

امام ابو یوسف کے نزدیک:

اگر والد اپنے عمل سے دوسری اولاد کو ضرر پہنچانے کے لئے ہبہ کرے گا تو ایسا ہبہ واجب الرد

ہوگا۔(۱۶)

امام کاسانی کہتے ہیں کہ:

سب اولاد کے درمیان برابری رکھنا تالیف قلوب کا سبب ہوگا اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے ان کے درمیان وحشت پیدا ہوگی اس لئے مساوات اولیٰ ہے۔(۱۷)

عدل و انصاف فقط حشر پر موقوف نہیں زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے

ایک صحابی نے اپنے لڑکوں میں سے کسی ایک کو غلام ہبہ کیا اور چاہا کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت ہو، انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اپنی خواہش کا اظہار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم نے سب لڑکوں کو ایک ایک غلام ہبہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس ظالمانہ مطالبے پر گواہ نہیں بنوں گا۔(۱۸)

سنن ابی داؤد میں ہے کہ:

جو لڑکے کو لڑکی پر ترجیح نہ دے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس شخص نے کسی ایک اپنے بیٹے کو ھبہ کیا اور دوسروں کو چھوڑ دیا تو کل مال واھب کے مرنے کے بعد میراث میں شامل کر دیا جائے گا۔(۱۹)

مندرجہ بالا تمام بحث و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کے درمیان عدل کرنا ہی پسندیدہ عمل ہے۔

بچوں کی کفالت و نان نفقہ:

اسلام نے عورت کو گھر میں ٹھہرنے اور گھر کے کام کاج میں لگے رہنے اور اولاد کی تربیت پر مامور کیا ہے، جبکہ مرد گھر سے باہر کے کام سنبھالتا ہے، اور رزق حلال کماتا ہے، اس لئے بچوں کی کفالت اور نان نفقہ کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے۔

باپ اپنے بیٹوں کے بالغ ہونے تک اور بیٹیوں تک نکاح ہوجانے کے حسب استطاعت نفقہ دینے کا ذمہ دار ہوگا۔ اولاد کا نفقہ جاری رہے گا بصورت لڑکی کے نکاح تک اور بصورت لڑکا اس وقت تک کے لئے جب تک کہ اس کے مثل دیگر لڑکے کمانے کے لائق نہ ہو جائیں، جبکہ وہ طالب علم ہو۔(۲۰) باپ پر اولاد کے نفقہ کی ذمہ داری غیر مشروط اور مطلق ہے۔(۲۱)

لڑکے کے بڑے ہونے کے بعد اگر اس کا مال موجود نہ ہوتو اس صورت میں اس کا نفقہ

باپ پر ہے جبکہ وہ نادار یا کسب معاش سے عاجز ہو، یعنی اگر کسی مجبوری یا بیماری کی وجہ سے نہیں کما سکتا ہو تو نفقہ باپ کے ذمہ ہوگا۔

باپ کے مفلس ہونے کی صورت میں بشرطیکہ کفالت کی قدرت ہو نان نفقہ کی ذمہ داری ماں پر ہوگی، دونوں کے (ماں اور باپ) کے مفلس ہونے کی صورت میں اولاد کے نفقہ کی ذمہ داری دادا پر ہوگی۔

مسلمان رشتہ داروں پر بھی واجب ہے کہ اپنے حاجت مند رشتہ داروں کو جن سے میراث کا باہمی تعلق ہو حسب استطاعت بچوں کو نفقہ دیں۔ (۲۲)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مسلمان اپنے بیوی بچوں کی ذات پر ثواب سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے''

اسی حوالے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ (۲۳)

عورتوں کو (ایام عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو اور اگر حمل سے ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو۔ پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو۔ اور (بچے کے بارے میں) پسندیدہ طریقہ سے موافقت رکھو۔ اور اگر باہم ضد (اور نااتفاقی) کرو گے تو (بچے کو) اس کے (باپ کے) کہنے سے کوئی اور عورت دودھ پلائے گی۔ صاحب وسعت کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیئے۔ اور جس کے رزق میں تنگی ہو وہ جتنا خدا نے اس کو دیا ہے اس کے موافق خرچ کرے۔ خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر

اسی کے مطابق جو اس کو دیا ہے۔ اور خدا عنقریب تنگی کے بعد کشائش بخشے گا۔

بزرگوں کا قول ہے کہ اہل و اعیال کے لئے کسب حلال سے پرورش کرنا نیکوکار اور بہادروں کا کام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ فرماتا ہے اے ابن آدم خرچ کرو، میں تیری ذات پر خرچ کروں گا۔(۲۴)

وراثت میں اولاد کا حصہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

تم اپنے وارث کو مالدار چھوڑو یہ بہتر ہے اس سے کہ ان کو افلاس میں مبتلا کر کے دوسرے لوگوں کا دست نگر بنادو۔(۲۵)

ابتدائے اسلام میں کل مال بیٹے کو ملتا تھا، اور ماں باپ کو وہ ملتا تھا جس کی وصیت کی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر کے اولاد میں بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ دینا مقرر فرمایا۔(۲۶)

بچوں کی وراثت سے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (۲۷)

اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ (وراثت میں) ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔ اور اگر اولاد میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی۔ اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف۔

وراثت کا قانون فطری بنیاد پر ہے اس لئے وہ گزری ہوئی قوموں میں بھی مختلف شکلوں میں دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ بعض قوموں کے متعلق یہ دعویٰ کہ ان میں قانون وراثت کا وجود نہ تھا لیکن ''موجودہ توریت'' کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون بڑی تفصیل کے ساتھ سفر ''اعداد'' میں موجود ہے۔

اور بنی اسرائیل کو حکم تھا اگر کوئی شخص مرجائے اس کا بیٹا نہ ہو تو میراث بیٹی کو دے دو۔(۲۸)

عرب کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جو شخص مسلح ہو کر لڑنے اور ڈاکہ ڈالنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کو ترکے میں سے حصہ نہیں مل سکتا تھا۔ اسی سبب سے وہ وراثت کا مال دور کے مردوں میں بانٹ دیتے تھے۔

ایک انصاری ''اویس بن ثابت رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ان کے بھائی ''خالد'' اور ''عرفطہ'' آئے اور مال بانٹ لیا۔ اس انصاری کے بچے اور بیوی رونے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور ان دونوں سے مال لے لیا اور اس کے بچوں اور بیوی کے سپرد کر دیا۔ (۲۹)

وراثت کی تقسیم کے لئے وصیت کی جاتی تھی مرنے سے قبل ہر شخص کے لئے وصیت کرنا لازم تھا، مگر بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے وراثت کے قوانین اور مصارف متعین فرما دیئے تو وصیت کا حکم ختم ہو گیا، صرف اپنے مال کا تیسرا حصہ اپنی مرضی سے کسی کے نام وصیت کیا جا سکتا ہے، باقی مال بچوں اور دیگر وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

نکاح سے متعلق بچوں کے شخصی قوانین:

اسلام ماں باپ پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ جب اولاد بلوغت کو پہنچ جائے اور رشد رکھتے ہوں تو انکا نکاح کیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں دیر نہ کرو۔

۱۔ جب اذان ہو تو نماز ادا کرنے میں۔
۲۔ اولاد کے بالغ ہو جانے کے بعد مناسب رشتہ ملنے پر اس کے نکاح کرنے میں۔
۳۔ میت کو دفن کرنے میں۔

دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے اس معاملے میں سختی نہیں برتی۔ بلکہ اولاد کو اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ نکاح کسی زبردستی کے بجائے اپنی رضا سے کریں۔ نکاح سنت ہے۔

خنسا بنت خزام انصاریہؓ سے روایت ہے کہ ''میرے باپ نے ایک جگہ میرا نکاح کیا اور مجھے نکاح منظور نہ تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح ختم کر دیا۔ (۳۰)

ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح دیا، انہوں نے اپنی بہن سے پوچھا تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے انکار کرتے ہوئے کہا: ''مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ کیا تم امیر المومنین سے اعراض کر رہی ہو؟

ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا "ہاں" کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خشک زندگی والے ہیں، عورتوں پر سخت ہیں اور اس کی طاقت مجھ میں نہیں کہ میں سختی برداشت کروں۔ (۳۱)

اولاد کی تربیت:

نکاح کے بعد اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرنا، انہیں نصیحت کرنا اور حسب توفیق ان کی مدد کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے کئی واقعات سے ثابت ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، ان کے شوہر کی شہادت جب غزوہ احد میں ہوئی تو انہوں نے اپنی بیٹی کے نکاح ثانی کے لئے اچھے بر کی تلاش شروع کردی۔ انہوں نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نکاح کے لئے کہا، مگر وہ خاموش رہے، پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش کش کی انہوں نے بھی معذرت کرلی۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جذبات مجروح ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت بھی کی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خواہشمند تھے۔ (۳۲)

جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا تو ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلخ کلامی کرتی ہیں تو وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہیں سمجھایا اور نصیحت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا، اور کہا کہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دے گا وہ نقصان اٹھائے گا اور تباہ ہوگا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث اور پوچھ گچھ نہیں کیا کرو۔

اولاد کی شادی کے بعد بھی ماں باپ کو چاہئے کہ اپنی اولاد کا خیال رکھیں، مصیبت میں اس کا دفاع کریں اور ساتھ دیں، جیسا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا "افک" کے وقت میں ساتھ دیا اور انہیں صبر اور حوصلہ رکھنے کی تلقین کرتے رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت کرتے تھے ان کے گھر آتے جاتے رہتے تھے اور انہیں ہمیشہ پیار ومحبت کرتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابن ہشام بن مغیرہ نے غورا بنت ابوجہل سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا علی ابن طالب سے نکاح کروانے کے لئے آل ہشام مجھ سے نکاح کی اجازت مانگتے ہیں میں کبھی نہیں دوں گا۔ البتہ ابن ابی طالب میری لڑکی کو طلاق دے کر عقد کرسکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ (۳۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرنا چاہتا، لیکن اللہ کی قسم رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔(۳۴)

آپ ﷺ کی اس بات کا اثر یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔(۳۵)

یتیم بچوں کے شخصی قوانین:

یتیم بچوں کے شخصی قوانین سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں جو واضح ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ سورہ الدہر میں ارشاد فرماتا ہے:

(نیک لوگ وہ ہیں) جو محض خدا کی محبت کے لئے محتاج، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا تے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو، اس کے ساتھ وہاں اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھر میں بدترین گھر وہ ہے جہاں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا جاتا ہو۔(۳۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے میں شریک کرے گا اللہ اس کے لئے جنت واجب کرے گا، بشرطیکہ کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہوا ہو جو نا قابل معافی ہو۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رضائے الٰہی کے لئے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا ہر بال کے مقابلے میں جس پر اس کا ہاتھ پھرتا ہے نیکیاں ہیں۔(۳۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لوگ آپ ﷺ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ ان کی اصلاح ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔(۳۸)

ایک دن آپ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر روتا ہوا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ اسے اس حال میں دیکھ کر بے قرار ہوگئے آگے بڑھ کر بچے کو گود میں لیا، اسے پیار کیا معلوم ہوا کہ بچے کے ماں باپ زندہ نہیں ہیں،

اور وہ دو وقت سے بھوکا ہے۔ آپ ﷺ یہ جان کر تڑپ اٹھے اور بچے کو اپنے ساتھ گھر لے آئے۔(۳۹)

سوتیلی اولاد کے ساتھ حسن سلوک:

رسول اللہ ﷺ کی چار صاحبزادیوں میں سے حضرت فاطمہ ؓ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ رہیں، ان کی شادی کے لئے حضرت عائشہ ؓ نے ان کا سامان بڑے شوق سے تیار کیا، گھر لیا، بچھونا بچھایا، اپنے ہاتھ سے کھجور کی چھال دھن کر تکیے بنائے، چھوارے اور منکے دعوت میں پیش کئے، لکڑی کی الگنی تیار کی، تاکہ اس پر پانی کی مشک اور کپڑے لٹکائے جائیں۔(۴۰)

حضرت عائشہ ؓ ہمیشہ حضرت فاطمہ ؓ کے ساتھ محبت وشفقت کا برتاؤ رکھا۔ اسی طرح دیگر صحابیاتؓ بھی اپنی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرتی تھیں۔

غلام بچوں سے ہمدردی اور شفقت:

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جو سردی سے کانپتا ہوا جا رہا تھا اور کوئی گرم کپڑا اس کے پاس نہیں تھا۔

آپ ﷺ نے اس کے پاس جا کر حال دریافت فرمایا، اس نے کہا کہ میں ایک یتیم غلام ہوں، میرا مالک مجھ پر بہت ظلم کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بہت روئے اور بچے کو پیار کیا، تسلی اور تشفی دی، دوسرے دن آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہی بچہ بہت بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور اس کی گردن بوجھ کی وجہ سے دبی ہوئی ہے۔

آپ ﷺ نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا بوجھ خود اٹھالیا پھر جہاں اسے جانا تھا وہاں تک پہنچادیا، بعد میں اس پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا:

''بیٹا محمد کو ہمیشہ اپنی تکلیف میں یاد کرلیا کرو''

حضرت محمد ﷺ دونوں جہانوں کے سردار تھے، وہ سراپا رحمت تھے، انہوں نے جب ایک غلام کو اس حالت میں دیکھا تو تڑپ اٹھے اور اس کی مدد کرنے کے لئے بڑھے۔

آج کل جا بجا یہ نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے، کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اس سے بھی بدتر حالت میں ہوتے ہیں، مگر کوئی ان کی مدد کرنا تو درکنار اسے شفقت سے دیکھتا تک نہیں۔

اپنی خرابیوں کو پس پشت ڈال کر   ہر شخص کہہ رہا ہے کہ زمانہ خراب

یتیم بچوں کی کفالت و نان نفقہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کو اپنے کھانے میں شریک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کردے گا۔''

عبداللہ بن عبدالوہاب سے روایت ہے کہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی نگرانی کرنے والا جنت میں اس طرح قریب ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شابہ اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اس کی نزدیکی بتائی۔'' یتیم بچے کی کفالت کرنا اسلام میں باعث اجر وثواب ہے۔

قرآن کریم میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یتیموں کا مال ان کے حوالے کردو اور خراب مال کو اچھے مال سے نہ بدلو اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ رکھو بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔(۴۱)

ایک حدیث میں ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔(۴۲)

یتیموں کا مال کھانا حرام ہے۔ نت نئے حوادث کی وجہ سے باپ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور ان کی یتیم اولاد رہ جاتی ہے۔ اسلام میں یتیموں کا مال بلوغت کے بعد ان کو لوٹانا لازم قرار دیا گیا ہے۔

بنی غطفان قبیلے کے ایک شخص کا بھائی بہت دولتمند تھا، وہ دنیا سے چل بسا تو اس کے بھائی نے اپنے یتیم بھتیجوں کی سرپرستی کے نام پر اس کے مال میں تصرف کیا جس وقت اس کا بھتیجا بالغ ہوا تو اس نے اس کا حق دینے سے انکار کردیا۔ جب یہ مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو اس پر سورہ النساء کی مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں جو سنتے ہی اس شخص نے توبہ کی اور مال واپس دیتے ہوئے کہا:

اعوذ باللہ من الحواب الکبیر

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کسی بڑے گناہ میں آلودہ نا ہوجاؤں۔(۴۳)

اہل حجاز قبل از اسلام کفالف وسرپرستی کے لئے یتیم بچیوں کو اپنے گھر لے جاتے، شادی کے بعد ان کو اپنی ملکیت بنا لیتے، کم مہر دیتے اور معمولی سی تکلیف پر آسانی سے انہیں چھوڑ دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اگر تم انصاف کرو تو ان سے نکاح کرلو اور ان کا پورا پورا مہر مقرر کردو ورنہ ان لڑکیوں کے علاوہ جہاں تم چاہو نکاح کرلو۔(۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یتیم لڑکیوں سے نکاح کی بابت پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت بیان فرمائی اور کہا کہ یتیم لڑکی جب صاحب جمال اور مالدار ہوتی ہے، تو ان سے نکاح میں یہ لوگ رغبت کرتے ہیں اور تکمیل مہر میں اس کے خاندان کا دستور اس سے نہیں برتے جبکہ وہ مال اور جمال کی کمی کی وجہ سے غیر مرغوب ہو تو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔(۴۵)

اسی رسم کا قلع قمع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا کہ اگر یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے تو ان کے علاوہ دیگر لڑکیوں سے نکاح کریں۔

بے وقوف بچوں کے شخصی قوانین:

سفیہ بچے / بے وقوف (Maintly Retarded) بچے بھی عام بچوں کی طرح قابل شفقت ہوتے ہیں۔

ہمارے ملک میں بھی ایسے بچوں کے لئے ادارے کام کر رہے ہیں، جہاں ان بچوں کی دیکھ بھال، تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام موجود ہے۔

آج سے کئی سو سال پہلے اگر نظر ڈالی جائے تو ہمارے مذہب اور آفاقی کتاب نے پہلے ہی سے سفیہ بچوں کے لئے قوانین مقرر فرما دیئے ہیں۔

جہاں والدین کو اپنی اولاد کے متعلق ہدایات دی ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ یتیم، مساکین اور غلام بچوں سے بھی شفقت و ہمدردی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کی۔ حتیٰ کہ سفیہ بچوں کو بھی فراموش نہیں کیا، ان کے حقوق کے بارے میں بھی میرا اسلام خاموش نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ(۴۶)

اور ان میں رشد و شعور پاؤ تو ان کے اموال ان کے سپرد کر دو۔

اس آیت میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اگر بچے سمجھدار نہ ہوں تو ان کا مال ان کے حوالے نہ کیا جائے کہ اس میں مال ضائع ہونے اور بچے کے نقصان کا خدشہ ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وہ مال جنہیں اللہ نے تمہاری زندگی کا وسیلہ قرار دیا ہے انہیں بے وقوفوں کے ہاتھ میں نہ دو اور انہیں اس میں سے روزی دو، اور انہیں لباس پہناؤ اور ان سے شائستہ طریقے سے گفتگو کرو۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں سفیہ بچوں کی پوری زندگی کے لئے قوانین ہیں۔

کفیل کو چاہئے کہ وہ سفیہ کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ رکھے ان کے

اموال میں سے خرچ کر کے ان کی کفالت کرے اور خیال رکھے کیونکہ خود وہ
اس سے قاصر ہیں۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ تاریخ اخلاق یورپ، ج:اول

۲۔ کشاف زمخشری، تفصیل آیت سورہ انعام ۱۶

۳۔ ایضاً تفصیل سورہ اسراء، آیت ۵۴

۴۔ تفسیر ابن جریر طبری

۵۔ موطاء امام مالک، یا الٰہی عن النذر وفی معیتہ اللہ

۶۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۲۲۳

۷۔ سید مقبول حسین، قرآنی احکام، مطبع فیروز سنز، ص:۲۸۵

۸۔ طبقات ابن سعد، ج:۸، ص:۳۳۹، تذکرہ ام کلثوم بنت ابی بکرؓ

۹۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ، جلد سوم، ص:۵۷

۱۰۔ السنن الکبریٰ، جلد ہشتم، ص:۵

۱۱۔ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، جلد دوم، ص:۴۶۱

۱۲۔ جامع الترمذی، کتاب البر والصلہ

۱۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید، سیرت النبی کا خصوصی مطالعہ

۱۴۔ طبقات، ص:۲۶، اسد الغابہ، ص:۴۰۰، استعاب، ص:۷۲۷

۱۵۔ میزان الکبریٰ، شعرانی، مطبوعہ مصر، جلد:۲، ص:۱۰۰

۱۶۔ فتح الباری، ابن حجر عسقلانی، مطبوعہ مصر، ۱۹۵۹ء، جلد پنجم، ص:۱۳۴، شرح موطاء، الزرقانی،
مطبوعہ مصر، ۱۲۸۲ھ، جلد چہارم، ص:۴۴۴

۱۷۔ بدائع الصنائع، مطبوعہ مصر، ۱۹۱۰ء، جلد ۶، ص:۱۲۷

۱۸۔ ابوداؤد، کتاب البیوع

۱۹۔ المحلی لابن حزم، مطبوعہ مصر، ۱۳۵۳ھ، ج:۶، ص:۱۷۵

۲۰۔ جسٹس تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ج:۳، ص:۹۱۸

۲۱۔ فتح القدیر شرح الہدایہ، مطبوعہ مصر، ۱۳۵۶ھ، ج: ۳، ص: ۳۴۴۲۲۔
۲۲۔ مجموعہ قوانین السلام، مصنف جس تنزیل الرحمن، ج: ۳، ص: ۹۱۸
۲۳۔ القرآن، سورہ الطلاق، آیت ۶ تا ۷، ترجمہ کتاب النفقات، ص: ۱۶۵، حدیث نمبر ۳۲۰
۲۵۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، امام عینی، کتاب الوصیۃ، ج: ۶، ص: ۱۷۸
۲۶۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ امام بخاری، ج: ۳، باب ۶۳۸، ص: ۵۶۷
۲۷۔ القرآن الحکیم، سورہ النساء، آیت ۱۱
۲۸۔ سنو اعداد، آیت ۸
۲۹۔ تفسیر نمونہ، مترجم سید علامہ صفدر حسین، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ، ص: ۳۷۲
۳۰۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ امام بخاری، کتاب النکاح، ج ۳، ص ۳
۳۱۔ خلفاء راشدین کی بیگمات و صاحبزادیاں، بشریٰ بیگم، ۲۰۰۷ء، ص: ۸۱
۳۲۔ نقوش رسول ﷺ نمبر، سبق محمد رسول اللہ ﷺ، مصنف ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ج ۲
۳۳۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ امام بخاری، ص: ۷۸۷، ج: ۲
۳۴۔ استیعاب، ص: ۷۷۱
۳۵۔ اصابہ، ص: ۷۲۸
۳۶۔ عظمت رسول ﷺ، نصیر الدین حیدر، مکتبہ القریش، ص: ۳۰۵
۳۷۔ عظمت رسول ﷺ، نصیر الدین حیدر، مکتبہ القریش، ص: ۳۰۴
۳۸۔ القرآن، سورہ البقرہ، رکوع ۲۷
۳۹۔ عظمت رسول ﷺ، نصیر الدین حیدر، مکتبہ القریش، ص: ۳۰۴
۴۰۔ سنن ابن ماجہ، باب الولیمہ اور جمع الفوائد، ج: ۱، ص: ۲۲۵
۴۱۔ القرآن کریم، سورہ النساء، آیت ۲
۴۲۔ صحیح بخاری، ابوعبداللہ امام بخاری، ج ۲، ص ۲۲۳
۴۳۔ تفسیر نمونہ، مترجم علامہ سید صفدر حسین، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ، ج: ۲، ص: ۳۵۶
۴۴۔ القرآن کریم، سورہ النساء
۴۵۔ الصحیح البخاری، ابوعبداللہ امام اسمٰعیل بخاری، کتاب الوصایا، ج ۲، ص ۵۰
۴۶۔ القرآن، سورہ النساء، آیت ۶